# افکار و مطالعات

## دینی تعلیمی اصلاحی

قاضی اطہر مبارکپوری

جب کسی قوم کی عقل کو تپ دق کی بیماری پکڑتی ہے، تو سب سے پہلے وہ اپنے حقیقی اعمال و وظائف اور معتقدات وعزائم کو ذہنی عیاشی کے لئے ظلم وجہالت کے سانچے میں ڈھال لیتی ہے، اور ان کو اصلی روح سے خالی کر کے اپنے انحطاطی مزاج کے مطابق استعمال کرتی ہے، اور خوش ہوتی ہے کہ وہ اپنے قومی یا دینی کردار اور عقیدہ کی حامل ہے،

جب کسی قوم میں اپنے بنیادی عقیدوں اور اساسی کاموں کے بارے میں یہ روش عام ہو جاتی ہے تو اس وقت یہ نہیں ہوتا کہ وہ عقائد و اعمال متروک ہوں بلکہ وہ سراسر مظلوم ہو جاتے ہیں، مگر قوم خوش ہوتی ہے کہ ہمارے مسلمات زندہ و تابندہ ہیں، ایسے لوگ بے عمل اور بے روح نہیں قرار دیئے جاتے، بلکہ ان کا نام بدعمل اور بدروح انسانوں کی سیاہ فہرست میں لکھدیا جاتا ہے، اس طریقۂ تشخیص کی روشنی میں ذرا تم اپنے ملی اور دینی امراض کا جائزہ لو اور دیکھو کہ یہ بیماری کس درجہ پہ پہنچ کر کیا رنگ لا رہی ہے، اس لئے بتاؤ کہ یہ کیا ہے کہ عشرۂ محرم میں تم امام حسین رضی اللہ عنہ کے نام پہ خوب خوب محفلیں برپا کرتے ہو، اپنی ثروت اور حیثیت کی نمائش کے لیئے اونچی اور سجی سجائی سبیلیں لگاتے ہو، اور تمہارے تاجر عشرۂ محرم کی تقریب کے نام پہ شکر اور شیرنی کی تجارت کا اشتہار دیتے ہیں اور اپنی دکان داری چمکانے کے لیئے اسلام اور امام اسلام کو استعمال کرتے ہیں، مگر خود تمہارے اندر عبرت و اثر پذیری کا کوئی حصہ نہیں ہوتا، اور امام عالی مقام سے تم کوئی سبق نہیں حاصل کرتے ہو، بتاؤ کہ کیا ہے کہ تم عید میلاد النبی کا نام لے کر جشن مناتے ہو، جھنڈے جھنڈیاں نکالتے ہو اور دوسروں کو خوش کرنے کے لئے ان سے خلافِ اسلام تقریریں کراتے ہو، اور زندہ باد کے مختلف نعروں میں اپنی بے کیف روحوں کو مگن کرتے ہو، مگر خود تم میں محبت رسول کا کوئی داعیہ پیدا نہیں ہوتا، اور تمہارے سینے نور نبوت سے محروم رہتے ہیں۔

بتاؤ کہ یہ کیا ہے کہ تم بارہ وفات کے موقع پر بڑے پیر صاحب کی نذر و نیاز کے موقع پہ اپنی مٹھائیوں اور شیرنیوں کا اشتہار دیتے ہو، نذر کی ہوئی شیرنی بیچتے ہو، اور حضرت امام غوث اعظم کے نام پہ نذر و نیاز کر کے کھانے کو خود تبرک بناتے ہو، اور خود ہی کھا جاتے ہو، مگر حضرت غوث پاک کی زندگی کی کوئی روشنی تمہارے

قلب ونگاہ مین نہین آئی ۔

بتاؤ یہ کیا ہے کہ عید الفطر کی آمد سے فائدہ اٹھا کر تم کتنی طرح کے بیوپار کرتے ہو، عید ملنے، نوید دینے اور مبارکباد پیش کرنے کے تم نے کیا طریقے ایجاد کر رکھے ہین، ایک عید ہی کارڈ ہی کو لے لو، اور دیکھو کہ عید کے نام پر حرام تصویرون، نمرود، فوٹوؤن، اور جنسی اور جذباتی صورتون کی تجارت کس شان سے ہوتی ہے،

کیا ایسے عید کارڈ کی تجارت نہین ہوتی جن مین جنسی ہیجان برپا کرنے والی تصویرین، محبت کی راتون کو بدمست کر دینے والی شکلین، حسن وعشق کے دلفریب مناظر اور جنسی ملاپ کو کھل کر پیش کرنے والے نظارے نہایت عریانی اور شہوت رانی کے ساتھ جاذب قلب ونگاہ رنگ وروغن مین ہوتے ہین، مگر خود تم مین سے اس کاروبار کے کرنے والے بہت کم لوگ روزہ رکھتے ہین، اور عید کو عید کی طرح مناتے ہین۔

ان تلخ مثالون اور ناقابل انکار حقیقتون کو سامنے رکھو اور بتاؤ کہ کہین تم مین دینی اعمال ووظائف اور مذہبی عقائد وعزائم کو اپنی نادانی اور جہالت سے زوال وانحطاط کے اسی قالب مین تو نہین ڈھال رہے ہو جو ظلوم وجہول قومون کا پیمانہ ہوتا ہے؟ اور جن کے پاس خوش نصیبی وخوش بختی کی کوئی مقدار نہین ہوتی، مگر وہ اپنے کو سب سے زیادہ با نصیب اور بہرہ ور سمجھتی ہین ؟

---

حال ہی مین ماسکو ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ سائبیریا کے علاقے مین دو ایسے پہاڑ اور دو ایسے دریا دریافت ہوئے ہین جن کی وجہ سے وہین کا جغرافیائی نقشہ ہی بدل گیا ہے، اور ان دونون پہاڑون اور دریاؤن کے نامعلوم وسیع وعریض علاقے اس کے لئے بیش بہا دولت ثابت ہوئے ہین، اسی طرح آسٹریلیا کی ایک خبر مین بتایا گیا ہے کہ سڈنی یونیورسٹی کے پروفیسرون کی ایک پارٹی جون مین وسط نیوگنی کے ان علاقون کا دورہ کرے گی جو اب تک نامعلوم ہین اور جہان کے باشندون کے بارے مین کوئی معلومات نہین ہے،

اس علاقہ کی مجہولیت کی وجہ سے یہ پارٹی اپنے ساتھ کوئی نقشہ تک نہ رکھ سکے گی کہ اسی کے مطابق راستہ طے کرے جزائر انڈمان مین ایسے وحشی انسان حال ہی مین دریافت ہوئے ہین، جن سے موجودہ دنیا کے لوگ اب تک ناواقف ہین اور ان کی زبان اور طرز زندگی سمجھنے کے لیے برسون ان مین گھل مل کر رہنے کی ضرورت ہے،

یہ چند مثالین حال کی ہین، اگر آپ اس قسم کے نامعلوم علاقون اور انسانون کے بارے مین مزید تحقیق کرنا چاہین تو اس کرۂ ارضی پر سیکڑون نہین ہزارون مثالین مل سکتی ہین،

اگر موجودہ وسائل وذرائع ہمین یہ خبرین نہ دیتے اور اخبارون اور ریڈیوؤن سے ہم ان کو نہ معلوم کرتے تو کیا آج کے لوگون کو اس بات کا یقین ہوتا کہ اب بھی روس جیسے ملک مین نامعلوم خطے، پہاڑ اور دریا موجود

مین ہو گئی کہ وسطی علاقہ مین وحشی انسانون کے وجود کی خبر مل سکتی ہے، اور سیکڑون سال سے آباد جزیرہ انڈمان کے وحشی قبائل سے اب تک بے خبری ہو سکتی ہے؟!

غور کرنے کی بات ہے کہ اس دور علم و تمدن مین بھی جب کہ ساری دنیا ایک محلہ بن رہی ہے، اور وسائل و ذرائع دنیا کے چپہ چپہ کو مار رہے ہین، موجودہ علم و تحقیق کے ماہرون کا علم و فن کس قدر ناقص، کس قدر نا مکمل اور کس قدر بے مایہ ہے، آ

آج ایک طرف ہمارے علم و تحقیق کی بے بضاعتی اور مجبوری کا یہ عالم ہے کہ ہم خود اپنی دنیا اور اپنے وطن کے علاقون اور انسانون سے ناواقف اور جاہل مطلق ہین، دوسری طرف ہمارے علم و تحقیق کا سر اس قدر اونچا ہے کہ مریخ و مشتری اور چاند کی دنیا اور ان کی آبادی کی کھوج جاری ہے۔ اور ان مین جانے کے انتظامات ہو رہے ہین۔

آج ہماری مثال کسی گھر کے اس ذمہ دار کی ہے، جسے اتنی بھی خبر نہین کہ اس کے مکان مین کتنے کمرے اور کتنے افراد ہین، مگر وہ پوری آبادی کی چودھرائی لینے کے لیے ہاتھ پیر مار رہا ہے،

معلوم نہین عقل خام کار کی یہ سرمستی انسان کو ظلم و جہالت کے کس غار مین لیجا کر دم لے گی اور معلوم نہین اس کو اپنی جہالت اور نادانی کا کب یقین ہو گا۔

---

خلیفہ عباسی واثق باللہ نے سدیا جوج و ماجوج کی تلاش و تحقیق کے لیے سلام ترجمان کی سرکردگی مین پچاس قوی نوجوانون کی ایک پارٹی پورے ساز و سامان کے ساتھ بھیجی تھی، سلام ترجمان تیس ۳۰ زبانون مین اس طرح مہارت رکھتے تھے کہ بے تکلف ان مین بات چیت کرتے تھے،

یہ پوری پارٹی خزر کے بادشاہ کے یہان پہنچی، اس نے ایک رات دن اپنے یہان ٹھہرا کر پانچ رہبرون کو ساتھ کر دیا وہان سے وہ ون چل کر ایسے علاقہ مین پہنچی، جہان کی مٹی کالی اور بدبودار تھی، اس علاقہ مین دس دن تک چلنے کے بعد بیس دن تک ایک ویرانہ مین چلتی رہی، اس پارٹی نے اس ویرانہ کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ وہی مقام ہے جہان کی آبادیون کو یاجوج و ماجوج آکر ویران و برباد کیا کرتے تھے، اور ان کو انھون نے اس طرح ویران کر دیا ہے کہ آج تک ان مین آبادی نہ ہو سکی، پھر یہ پارٹی آگے بڑھی اور اس پہاڑ کے قلعون مین پہنچی، جس مین اب سد سکندری واقع ہے۔ ان قلعون کی آبادی کے بارے مین سلام ترجمان کا بیان علامہ ابن خرداذبہ یون نقل کرتے ہین۔

وفی تلک الحصون قوم یتکلمون بالعربیۃ والفارسیۃ مسلمون یقرءون القرآن

ان پہاڑی قلعون مین ایک قوم رہتی ہے، جو عربی اور فارسی زبان مین گفتگو کرتی ہے، یہ لوگ مسلمان

لہم کتاتیب و مساجد - ین قرآن پڑھتے پڑھاتے ہیں، اُن کے مکاتیب اور نیز

مساجد موجود ہیں -

ان لوگون نے ہم سے دریافت کیا کہ تم لوگ کہان سے آئے ہو، ہم نے ان کو بتایا کہ ہم لوگ امیر المومنین کی طرف سے اس انعام پر بھیجے گئے ہین، وہ لوگ امیر المومنین کا حجلہ سنکر سخت حیرت مین پڑ گئے، اور کہنے لگے کہ کوئی مسلمانون کا امیر بھی ہے؟ ہم نے ہان کہا تو انھون نے پوچھا کہ وہ بوڑھا ہے یا جوان ہے، جب ہم نے بتایا کہ وہ جوان تو اور بھی تعجب کرنے لگے، اور کہنے لگے امیر المومنین کس جگہ رہتا ہے، ہم نے بتایا کہ وہ عراق کے شہر سُرّ من رائی مین رہتا ہے تو انھون نے کہا کہ

ماسمعنا بھذا قط (المسالک والممالک ابن خرداذبہ ص ۱۶۳) ہم لوگون نے یہ بات کبھی نہین سنی تھی،

اس ایک مثال سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان قوم اپنے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے کیا کیا جتن کرتی تھی، اور ایسے ایسے مقامات پر جو اس زمانہ مین دنیا سے الگ تھلگ تھے، مسلمانون کی مسجدین اور مدرسے تھے، ان مین قرآن کی تعلیم ہوتی تھی، حد یہ کہ ان کی زبان عربی تھی

اگر آج مسلمان کسی غیر مسلم حکومت مین گھرے ہون تو کیا وہ اپنی دینی تعلیم اور عربی زبان کو اس طرح جاری اور باقی نہیں جاری رکھ سکتے ؟

ارباب عزیمت کے لیے کسی ماحول مین دین و دیانت پر عمل کرنا مشکل نہین، ماحول کی مشکلات بہت ہمتی کی پیداوار ہوتی ہین،

---

ہر قوم اور ہر مذہب کے عقائد و اعمال اور وظائف و کردار کے عام مظاہرے کے لئے تاریخ انسانی مین خاص خاص ایام و ساعات ہوتی ہین، جن مین وہ قومین اپنے دینی، اخلاقی اور روحانی قدرون کو اجاگر کرتی ہین، اور دنیا کے سامنے ان کو اپنے ذوق کے مطابق پیش کرتی ہین،

یہ دینی اور قومی جشن تقریباً ہر مذہب اور ہر قوم مین پائے جاتے ہین، اور آج بھی کسی نہ کسی شکل مین اُن پر عمل درآمد ہو رہا ہے، اسلام نے بھی اپنی روحانی اور دینی قدرون کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے ہر سال مین دو دن مقرر کئے ہین، جن مین اسلامی ذوق کے مطابق مسلمان قوم اپنے کو مسلمان ہونے کی حیثیت سے دنیا کے سامنے لاتی ہے، ایک عید الفطر کا دن اور دوسرا عید الاضحی کا دن۔

عید الفطر جسے اسلامی عرف عام مین صرف عید کے پُر کیف اور مسرت آمیز نام سے یاد کیا جاتا ہے، رمضان المبارک کے پورے ماہ اخلاقی روحانی اور دینی تعلیمات پر عمل کرنے کے بعد آتی ہے، اور ایک ماہ تک مسلمان قوم کو اسلام

عقیدہ و عمل کی کسوٹی پر پرکھنے کے بعد دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے، اور اپنے آپ کو دنیا کی محفل میں اپنے خاص جمالیاتی نقطۂ نظر کے مطابق مسلمانوں کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے، اس اعتبار سے عید اسلامی زندگی کا ایک نہایت ہی عظیم الشان دن اور یوم اکبر ہے،

اسی لئے عید کے منانے کے جو طریقے اسلام نے بتائے ہیں، وہ سراسر معیاری ہیں، اور ان میں کوئی ایسی بات نہیں ہونے پاتی جو ذرہ بھر دینِ حنیف کے عقیدہ و عمل کے خلاف ہو، یا جس سے کوئی غلط فہمی میں مبتلا ہو سکے۔

ایک ماہ تک روزہ رکھنے، قیام لیل کرنے، قرآن کی تلاوت میں لگے رہنے اور یادِ الٰہی میں ہمہ تن مصروف ہوجانے کے عین خاتمہ پر جب کہ اسلامی زندگی اپنے نقطۂ عروج پر ہوتی ہے، عید کی تقریب آتی ہے، اور ان تمام لوازم دوائی کے ساتھ آتی ہے، جو اس مبارک تقریب کے لئے ضروری ہیں، عید کی رات اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تکبیر و تقدیس اور تحمید و تہلیل میں گذرتی ہے، اور شب عید کی شام سے لیکر صبح عید تک مسلمان یادِ الٰہی میں مصروف رہتے ہیں، پھر صبح کو نہانا دھونا، مسواک کرنا، خوشبو استعمال کرنا، میٹھی چیز کھانا، حتی المقدور اچھے لباس پہننا، اور خاندان کو لے کر بستی کے باہر کھلی جگہ تکبیرات عید کہتے ہوئے جانا عید منانے کا اسلامی طریقہ ہے۔

عید کا مصلّیٰ ایک بستی کے مسلمانوں کا کرداری مقام ہوتا ہے، جہاں وہ پہنچکر اپنے پروردگار کی جناب میں دوگانۂ عید ادا کرتے ہیں، اور پھر اسلام کی اسی جمالیاتی اور روحانی شان سے اپنے اپنے گھروں کو واپس آجاتے ہیں۔

اس مظاہرہ میں مسلمانوں کو جو لذت اور کیفیت محسوس ہوتی ہے، اسی کا نام عید کی خوشی ہے۔

---

مصری علماء کے دو طبقے ہیں، ایک مشایخ کا طبقہ ہے، جو قدیم ذہن و دماغ کے ساتھ قدیم روایات کو باقی رکھنے والا سمجھا جاتا ہے، اور ایک افندیوں کا طبقہ ہے جو اپنے جدید دل و دماغ کے ساتھ اسلامی علوم و معارف کا حامل ہوتا ہے، اس کے طرز زندگی اور لباس میں تجدد پسندی کا نظارہ ہوتا ہے، اگر علمائے مصر کے دونوں طبقے اپنی اپنی حد میں رہ کر کام کرتے تو ملّت کے لئے دونوں کی یہ تقسیم بڑی حد تک مفید ہوتی، مگر افسوس کہ دونوں طبقے کے اکثر افراد افراط و تفریط میں مبتلا ہیں، پرانا طبقہ اپنی قدامت پسندی کے باعث اکثر غیر معیاری حرکتیں کرتا رہتا ہے، چنانچہ اسی طبقہ نے سابق شاہ مصر فاروق اول کو شاہ پرستی کے جذبہ میں آکر سید ثابت کرنے کی کوشش کی، اور اس کا سلسلۂ نسب خاندانِ رسالت تک پہنچانے کے لئے بے جوڑ باتیں کیں، اسی طبقہ نے جب دیکھا کہ "اخوان المسلمون" مصر کی سیاست اور دیانت پر قابض ہو رہے ہیں، تو ان کا ساتھ دیا، اور جب کہ ان پر مصری حکومت کی طرف سے عتاب نازل ہوا، تو مصر کی جوامع میں ان کے کفر کا فتویٰ صادر کیا اور اقتدار کی ہمنوائی

کی، شیوخ مصر کی قدامت پسندی کا یہ متلون پہلو مسلمانوں کے لئے حد درجہ مہلک اور مذہب کے لئے سخت خطرناک ہے نئے طبقہ کا حال یہ ہے کہ اس کے اکثر افراد اسلام مغربی علوم کی عینک سے دیکھنے کے عادی ہیں، اور مغربیت کے غلبہ نے اُن کے ذہن و دماغ کو پہلے نمبر پر اپنے لئے اور دوسرے نمبر پر اسلام کے لئے ہموار کیا ہے، یہ لوگ آئے دن، اسلامی مسلّمات و مسائل میں اپنی تجدد پسندی سے نئی نئی موشگافیاں کرتے رہتے ہیں۔

چنانچہ اس سلسلہ کا تازہ شاہکار یہ ہے کہ جامع ازہر کے ایک عالم نے اسلامی علماء کے ایک پرانے طے شدہ مسئلہ کو پھر سے اٹھایا ہے، اور کہا ہے کہ مسلمانوں میں جو لوگ روزہ نہیں رکھتے ہیں وہ اس کا فدیہ ادا کر کے اس کی فرضیت سے سبکدوش ہو سکتے ہیں،

اگر اس مصری ازہری عالم کی بات کو ذرا بھی درخور اعتنار سمجھا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ مالدار ہیں اور ایک ماہ تک دونوں وقت فقراء و مساکین کو کھانا دے سکتے ہیں، ان کو رمضان کا روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں، بلکہ وہ فدیہ ادا کردیں، اور یہ ان کی طرف سے کافی ہوگا۔

موصوف نے قرآن حکیم کی جس آیت قدیمہ سے استدلال کیا ہے، اس کے بارے میں اُن کو بھی خوب معلوم ہے کہ علمائے تفسیر نے اس کے بارے میں پوری تحقیق کر کے یہ مطلب نہیں لیا اور اس سے یہ استدلال نہیں ہو سکتا، مگر اُن کی تجدد پسندی اور مغربیت نے اس کے باوجود اسلامی فرائض میں امارت و غربت کی خلیج کھودنے کی کوشش کی ہے، اور دنیا کو بتانا چاہا ہے کہ اسلام نے سرمایہ دار اور کھاتے پیتے طبقہ کو اپنے فرائض سے چھوٹ دی ہے، اور صرف غریبوں اور مجبوروں پر ذمہ داری ڈالی ہے۔

اس سلسلہ میں یہ بات قابلِ اطمینان ہے کہ اس ایک ازہری عالم کے قول کے مقابلہ میں ازہری علماء کی ایک جماعت مقابلہ کے لئے سامنے آگئی ہے۔

---

اے بچو! تم آؤ مجھ سے علم حاصل کرلو، کیونکہ عنقریب تم قوم کے بڑے لوگ بنو گے، میں خود اس قدر چھوٹا تھا کہ لوگ میری طرف پھر کر بھی نہیں دیکھتے تھے، لیکن علوم حاصل کر کے جب میں بڑا ہو گیا تو لوگ مجھ سے علم اور دین حاصل کرنے لگے۔

(عروہ بن زبیرؓ)